از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 26 نومبر 1959

دی سٹیٹ آف جموں و کشمیر و دیگراں

بنام

ٹھاکر گنگا سنگھ و دیگر

(بی پی سنہا، چیف جسٹس پی بی گجیندر گڈکر، کے سبّا راؤ، کے سی داس گپتا اور جے سی شاہ، جسٹس صاحبان)

عدالتِ عظمیٰ، اپیلیٹ کا دائرہ اختیار - اپیل کے لیے خصوصی اجازت - کب دیا جا سکتا ہے - آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کافی سوال - معنی - آئین ہند، آرٹیکل 132(2)۔

مدعا علیہان نے جموں و کشمیر موٹر وہیکلز رولز کے قاعدہ 47-4 کے اختیارات کو چیلنج کرتے ہوئے جموں و کشمیر عدالت عالیہ میں عرضی دائر کی۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ مذکورہ قاعدہ آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف اختیار سے باہر کرتا ہے۔ اپیل گزاروں نے آئین کے آرٹیکل 132 (1) کے تحت سرٹیفکیٹ کے لیے عدالت عالیہ میں درخواست دائر کی جسے اس بنیاد پر مسترد کر دیا گیا کہ اس معاملے میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کوئی ٹھوس سوال شامل نہیں تھا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے آئین کے آرٹیکل 132 (2) کے تحت خصوصی اجازت کے لیے اس عدالت میں درخواست دی، جسے جواب دہندگان کو اپیل کے برقرار رکھنے کا سوال اٹھانے کی آزادی دی گئی تھی۔ آئین کے آرٹیکل 14 کی تشریح کے حوالے سے فریقین کے درمیان کوئی تنازعہ نہیں تھا، اور تنازعہ اس سوال پر مرکوز تھا کہ آیا متنازعہ قاعدہ معقول درجہ بندی کے معیار کے مطابق ہے یا نہیں۔ جواب دہندگان نے ابتدائی اعتراض اٹھایا کہ آئین کے آرٹیکل 132 (2) کے تحت خصوصی اجازت صرف اس صورت میں دی جا سکتی ہے جب یہ مطمئن ہو کہ اس معاملے میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کافی سوال شامل ہے، اور چونکہ موجودہ معاملے میں، آئین کے آرٹیکل 14 کی تشریح اس عدالت کے فیصلوں کے سلسلے کی وجہ سے تنازعہ میں نہیں تھی اور قانون کا کوئی سوال،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قانون کا کافی بڑا سوال، غور کے لیے پیدا نہیں ہو سکتا، اس آرٹیکل کے تحت کوئی خصوصی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ جب بھی درجہ بندی کا کوئی سوال اٹھایا جاتا ہے تو اس میں خود ہی آئین کے آرٹیکل 14 کی تشریح شامل ہوتی ہے جہاں تک متنازعہ درجہ بندی کا تعلق ہے۔

قرار پایا گیا کہ آئین کے آرٹیکل 132(2) کا بنیادی اصول یہ ہے کہ آئین کی تشریح کا حتمی اختیار عدالت عظمیٰ کے پاس ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے ساتھ کہ آرٹیکل آرٹیکل 133 اور 134 کے تحت عائد دیگر حدود سے آزاد ہے اور وسیع تر طول و عرض کی اپیل کے حق کی اجازت ہے، اس معاملے میں کارروائی کی نوعیت سے قطع نظر جس میں آئین کی تشریح کے بارے میں قانون کا صرف ایک ٹھوس سوال شامل ہے۔

کسی توضیع کی تشریح کا مطلب وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے لفظ کے حقیقی معنی یا مفہوم کو سمجھا جاتا ہے۔ جہاں فریقین کسی توضیع کی صحیح تشریح کے بارے میں متفق ہیں یا اس کے حوالے سے کوئی سوال نہیں اٹھاتے ہیں، اس معاملے میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کوئی سوال شامل نہیں ہوتا ہے۔ جہاں اس عدالت نے آخر کار اور مستند طور پر اس قانون کا فیصلہ کیا ہو وہاں قانون کا کوئی ٹھوس سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔

فوری معاملے میں، اٹھائے گئے سوال میں آئین کی تشریح کے بارے میں قانون کا کوئی سوال شامل نہیں ہے۔

ٹی ایم کرشنا سوامی پلئی بنام گورنر جنرل میں (1947)52 سی ڈبلیو این (ایف آر) 1، بھودان چودھری بنام ریاست بہار، [1955] 1 ایس سی آر 1045، چرنجیت لال چودھری بنام بھارتی یونین، [1950] ایس سی آر 869، رام کرشنا دالمیا بنام جسٹس ٹنڈولکر، [1959] ایس سی آر 279 اور محمد حنیف قواریشی بنام ریاست بہار، [1959] ایس سی آر 629، پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 217 سال 1959۔

جموں و کشمیر عدالت عالیہ کے 20 جون 1958 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، تحریری درخواست نمبر 108 سال 1958 میں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپیل گزاروں کی طرف سے بھارت کے ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل ایچ این سنیل، این ایس بندرا، آر ایچ ڈھیبر اور ٹی ایم سین۔

جواب دہندگان کے لیے آر کے گرگ اور ایم کے راما مورتی، ایس این اینڈلی، جے بی دادا چنجی، رامیشور ناتھ اور پی ایل ووہرا۔

26.1959 نومبر۔

عدالت کا فیصلہ سبّا راؤ جسٹس نے سنایا۔

سبّا راؤ جسٹس:- خصوصی اجازت کی یہ اپیل آئین کے آرٹیکل 132(2) کے دائرہ کار پر سوال اٹھاتی ہے۔

پہلا مدعا علیہ دوسرے مدعا علیہ، میسرز جموں کشمیر میکینکس اینڈ ٹرانسپورٹ ورکرز کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ جموں (جسے اس کے بعد سوسائٹی کہا جاتا ہے) کے حصص داروں میں سے ایک ہے۔ یہ سوسائٹی جموں و کشمیر کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ نمبر 6 سال 1993 (وکرمی) کے تحت اندراج شدہ تھی۔ انہوں نے ریاست جموں و کشمیر میں مختلف راستوں کے لیے اسٹیج کیریج اور پبلک کیریئر پرمٹ کی منظوری کے لیے تیسرے اپیل کنندہ کے سامنے متعدد درخواستیں دیں، لیکن انہیں اس بنیاد پر کوئی اجازت نامہ نہیں دیا گیا کہ جموں و کشمیر موٹر وہیکل رولز (جسے اس کے بعد رولز کہا جاتا ہے) کے قاعدہ 4-47 کے تحت، سروس لائسنس صرف شراکتداری ایکٹ کے تحت اندراج شدہ شخص یا کمپنی کو جاری کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ، چونکہ سوسائٹی نہ تو ایک شخص تھی اور نہ ہی شراکت داری، اس لیے وہ قواعد کے تحت لائسنس کا حقدار نہیں تھی۔ مدعا علیہان نے جموں و کشمیر کے آئین کی دفعہ 103 کے تحت جموں و کشمیر کی عدالت عالیہ میں ایک عرضی دائر کی جس میں قواعد کی حکمرانی 4-47 کے اختیارات کو چیلنج کیا گیا۔ اس درخواست پر یہاں اپیل کنندگان، یعنی ریاست جموں و کشمیر کی حکومت، وزیر ٹرانسپورٹ، رجسٹریشن اتھارٹی اور ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کو فریق نامہ نگار بنایا گیا۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ مذکورہ قاعدہ آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف اختیار سے باہر کرتا ہے، اور اس نتیجے پر اپیل گزاروں کے خلاف مذکورہ قاعدے کی توضیعات کو نافذ کرنے کے لیے رٹ تاکیدی جاری کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اپیل گزاروں نے آئین کے آرٹیکل 132(1) کے تحت سرٹیفکیٹ کے لیے عدالت عالیہ میں درخواست دائر کی، لیکن عدالت عالیہ نے اسے اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اس معاملے میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کوئی ٹھوس سوال شامل نہیں تھا۔ اس کے بعد اپیل گزاروں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نے آئین کے آرٹیکل 132(2) کے تحت خصوصی اجازت کے لیے درخواست دی اور اس عدالت نے اسے منظور کر لیا۔ خصوصی رخصت دینے والے حکم نامے میں جواب دہندگان کو واضح طور پر آزادی دی گئی ہے کہ وہ اس کی حتمی سماعت میں اپیل کی برقرار رکھنے کا سوال اٹھائیں۔

جواب دہندگان کے لیے فاضل وکیل اپیل کے برقرار رکھنے پر ابتدائی اعتراض اٹھاتے ہیں۔ مختصر میں کہا گیا کہ ان کا اعتراض یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 132(2) کے تحت خصوصی اجازت صرف اس صورت میں دی جاسکتی ہے جب عدالت عظمیٰ مطمئن ہو کہ اس معاملے میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا ایک ٹھوس سوال شامل ہے کہ موجودہ معاملے میں آئین کے آرٹیکل 14 کی تشریح کو اس عدالت کے فیصلوں کے ایک سلسلے کے ذریعے اچھی طرح سے طے کیا گیا ہے اور اسے تنازعہ سے بالاتر رکھا گیا ہے، اس لیے آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کوئی سوال نہیں، اس معاملے کے حوالے سے قانون کا کافی سوال ہی نہیں، غور کے لیے پیدا ہوتا ہے اور اس لیے مذکورہ آرٹیکل کے تحت کوئی خصوصی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اس دلیل کو فاضل ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل کے ذریعے درج ذیل طریقے سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے: جب بھی درجہ بندی کا سوال اٹھایا جاتا ہے، اس میں اعتراض شدہ درجہ بندی کے حوالے سے آئین کے آرٹیکل 14 کی تشریح شامل ہوتی ہے۔ اسے مختلف طریقے سے بیان کرنے کے لیے، دلیل یہ ہے کہ ہر معاملے میں سوال یہ ہے کہ کیا درجہ بندی آرٹیکل 14 میں درج مساوات کے اصول کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ لہذا، آیا ایک اندراج شدہ فرم، ایک محدود کمپنی اور ایک شخص کے پاس مساوی صفات ہیں، یہ آئین کے آرٹیکل 14 کی تشریح کا سوال ہے۔

حریف تنازعات کی صداقت پر غور کرنے سے پہلے یہ جاننا آسان ہوگا کہ عدالت عالیہ میں اٹھایا گیا سوال کیا تھا اور اس کے ذریعے اس پر کیا فیصلہ دیا گیا تھا۔ سوسائٹی کی جانب سے عدالت عالیہ کے سامنے پیش کی گئی دلیل یہ تھی کہ قاعدہ 47-4 کے تحت لائسنس صرف شراکتداری ایکٹ کے تحت اندراج شدہ شخص یا فرم کو جاری کیا جاسکتا ہے نہ کہ کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت اندراج شدہ کارپوریشن کو یا دوسری صورت میں، اور اس لیے مذکورہ قاعدہ امتیازی نوعیت کا ہونے کی وجہ سے آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اپیل گزاروں کی طرف سے پیش ہوئے فاضل ایڈوکیٹ جنرل نے دعوی کیا کہ آئین کے آرٹیکل 14 کے تحت عقلی درجہ بندی جائز ہے اور قانون سازی نے اس بنیاد پر متنازعہ اصول وضع کیا ہے، جس کا مقصد عوام کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

عدالت عالیہ نے حریف دلائل پر غور کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر کی کہ مذکورہ قاعدہ درجہ بندی کی کسی عقلی بنیاد پر آگے نہیں بڑھتا ہے اور یہ کہ ایک کارپوریشن کے طور پر من مانی طور پر امتیازی سلوک کے لیے الگ تھلگ کیا گیا تھا، اس متنازعہ قاعدے نے آئین کی مساوات کی شق کو مجروح کیا۔ اپیل گزاروں نے اس عدالت میں خصوصی اجازت کے لیے دائر اپنی درخواست میں عدالت عالیہ کے نتیجے کی درستگی پر سوال اٹھایا۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ مذکورہ قاعدہ معقول درجہ بندی پر مبنی ہے اور اس لیے اسے آئین کے آرٹیکل 14 کے خلاف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ دیگر بنیادوں پر انہوں نے درجہ بندی کے لیے قابل فہم فرق کے حامل دونوں طبقات کی مختلف صفات کو سامنے لانے کی کوشش میں اسی نکتے کی وضاحت کی۔ انہوں نے اپیل میں ان کی طرف سے اٹھایا جانے والا مجوزہ سوال واضح طور پر درج ذیل پیش کیا:

بنیاد iv: "مذکورہ بالا قاعدہ 47-4 (موٹر وہیکل رولز کا) معقول درجہ بندی پر مبنی ہے اور مکمل طور پر غیر قانونی اور درست ہے اور اسے آئین ہند کے آرٹیکل 14 کے منافی قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ "

بنیاد vi: "شراکتداری ایکٹ کی توضیعات کے تحت اندراج شدہ کارپوریٹ باڈی اور شراکتداری کے درمیان نمایاں فرق ہے اور فرق کے یہ نکات درجہ بندی کے لیے قابل فہم فرق فراہم کرتے ہیں۔ معزز عدالت عالیہ نے فرق کے صرف ایک نکتے کا حوالہ دیا ہے اور امتیاز کے دیگر نکات کو نظر انداز کیا ہے اور مذکورہ اصول 47-4 کو ختم کرنے میں غلطی کی ہے۔

بنیاد viii: " قاعدہ 47-4 موجودہ مقامی حالات کی روشنی میں وضع کیا گیا تھا۔ نقل و حمل کے معاملے میں کوآپریٹو سوسائٹیوں اور کارپوریشنوں کو لائسنس یا اجازت نامے کی منظوری کے لیے مناسب مقاصد نہیں سمجھا جاتا تھا۔ درجہ بندی معقول اور معقول ہے۔ ضابطے کے دائرے سے مصنوعی افراد کو خارج کرنا فطری ہے اور امتیازی سلوک نہیں ہے۔"

دیگر بنیادیں صرف مذکورہ بنیاد کی مزید وضاحت ہیں۔ اپنے مقدمے کے بیان کے حصے II میں اپیل گزاروں نے مندرجہ ذیل بیان دیا؛

"اب یہ اچھی طرح سے قائم ہے کہ اگرچہ آرٹیکل 14 طبقاتی قانون سازی سے منع کرتا ہے، لیکن یہ قانون سازی کے مقصد کے لیے معقول درجہ بندی سے منع نہیں کرتا ہے۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جواب دہندگان نے اپنے مقدمے کے بیان میں مذکورہ قانونی موقف کو قبول کیا لیکن اس موقف کا مقابلہ کیا کہ معقول درجہ بندی تھی۔اس لیے یہ واضح ہے کہ آئین کے آرٹیکل 14 کی تشریح کے حوالے سے فریقین کے درمیان کبھی کوئی تنازعہ نہیں ہوا، لیکن ان کا تنازعہ صرف اس سوال پر مرکوز تھا کہ آیا متنازعہ قاعدہ معقول درجہ بندی کے امتحان میں کھڑا ہے یا نہیں۔

احاطے میں، کیا آئین کے آرٹیکل 132(2) کے تحت اپیل گزاروں کو خصوصی اجازت دی جا سکتی ہے؟آرٹیکل 132(2) پڑھتا ہے:

"جہاں عدالت عالیہ نے اس طرح کا سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کر دیا ہے، عدالت عظمیٰ، اگر یہ مطمئن ہو کہ اس معاملے میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کوئی ٹھوس سوال شامل ہے، تو اس طرح کے فیصلے، ڈگری یا حتمی حکم سے اپیل کرنے کی خاص اجازت اجازت دے سکتی ہے۔"

آرٹیکل 132 کی شق (2) کے تحت خصوصی اجازت دینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے جب تک کہ دو شرائط پوری نہ ہوں: (i)اس معاملے میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا سوال شامل ہونا چاہیے ؛اور (ii) مذکورہ سوال قانون کا ایک ٹھوس سوال ہونا چاہیے۔آرٹیکل کا بنیادی اصول یہ ہے کہ آئین کی تشریح کا حتمی اختیار عدالت عظمیٰ کے پاس ہونا چاہیے۔اس مقصد کے ساتھ آرٹیکل آرٹیکل 133 اور 134 کے تحت عائد دیگر حدود سے آزاد ہے اور وسیع تر طول و عرض کی اپیل کے حق کی اجازت ہے، اس معاملے میں کارروائی کی نوعیت سے قطع نظر جس میں آئین کی تشریح کے بارے میں قانون کا صرف ایک اہم سوال شامل ہے۔

منظوری کی تشریح کا کیا مطلب ہے؟ تشریح وہ طریقہ ہے جس کے ذریعے لفظ کے حقیقی معنی یا مفہوم کو سمجھا جاتا ہے۔ تشریح کا سوال صرف اس صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب دو یا زیادہ ممکنہ تعمیرات کو کسی شق پر رکھنے کی کوشش کی جائے جس میں ایک فریق ایک تعمیر اور دوسرا ایک مختلف تجویز کرے۔ لیکن جہاں فریقین کسی شق کی صحیح تشریح پر متفق ہیں یا اس کے حوالے سے کوئی سوال نہیں اٹھاتے ہیں، تو یہ ماننا ممکن نہیں ہے کہ اس معاملے میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کوئی سوال شامل ہے۔آرٹیکل 14 کی تشریح پر، اس عدالت کے فیصلوں کے ایک سلسلے نے درجہ بندی کا نظریہ تیار کیا۔جیسا کہ ہم نے نشاندہی کی ہے، کارروائی کے کسی بھی مرحلے پر یا تو آرٹیکل 14 کی تشریح کی درستگی یا درجہ بندی کے نظریے پر حکمرانی کرنے والے اصولوں پر کسی بھی فریق نے سوال نہیں اٹھایا ہے۔درحقیقت مذکورہ نظریے کو قبول کرتے ہوئے، اپیل گزاروں نے دعوی کیا کہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اصول کے تحت ایک درست درجہ بندی ہے جبکہ جواب دہندگان نے اس کے خلاف دلیل دی۔ فاضل ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل نے پہلی بار ہمارے سامنے دلیل دی کہ اپیل نے مساوات کے نظریے کا ایک نیا پہلو اٹھایا ہے، یعنی، کیا کوئی مصنوعی شخص اور فطری شخص مساوات کی شق کے معنی میں مساوی صفات رکھتے ہیں، اور اس لیے، اس معاملے میں آئین کی تشریح کا سوال شامل ہے۔ یہ دلیل، اگر ہم ایسا کہہ سکتے ہیں، تو ایک ہی دلیل کو مختلف لباس میں شامل کرتی ہے۔ اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ دلیل صرف ایک مصنوعی شخص کے طور پر سامنے آتی ہے اور ایک فطری شخص میں مختلف صفات ہوتی ہیں، ان کے درمیان کی گئی درجہ بندی درست ہے۔ یہ دلیل آئین کے آرٹیکل 14 کی نئی تشریح کی تجویز نہیں کرتی، بلکہ صرف حکمرانی کو درجہ بندی کے نظریے کے اندر لانے کی کوشش کرتی ہے۔ اس لیے ہمارا ماننا ہے کہ اس معاملے میں اٹھائے گئے سوال میں آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کوئی سوال شامل نہیں ہے۔

یہ فرض کرتے ہوئے کہ معاملہ آئین کی تشریح کے حوالے سے قانون کا سوال اٹھاتا ہے، کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اٹھایا گیا سوال آرٹیکل 14 کی شق (2) کے معنی میں قانون کا ایک اہم سوال ہے۔ اس پہلو پر وفاقی عدالت نے ٹی ایم کرشنا سوامی پلئی بنام گورنر جنرل ([1]) میں غور کیا۔ یہ فیصلہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 205 کی توضیعات پر مبنی تھا۔ اس دفعہ کا مادی حصہ کہتا ہے:

دفعہ 205: "(1) عدالت عالیہ کے کسی بھی فیصلے، ڈگری یا حتمی حکم کے خلاف وفاقی عدالت میں اپیل ہوگی اگر عدالت عالیہ اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ اس معاملے میں اس ایکٹ کی تشریح یا اس کے تحت بنائے گئے کسی آرڈر ان کے حوالے سے قانون کا کوئی ٹھوس سوال شامل ہے۔

مدراس عدالت عالیہ نے اس سلسلے میں ایک سند دی کہ اس معاملے میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 240(3) کی تشریح کے حوالے سے قانون کا کافی سوال شامل ہے۔ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 240(3) کے تحت، کوئی بھی شخص جو بھارت میں برطانیہ حکومت کی سول سروس کا رکن تھا یا بھارت میں برطانیہ حکومت کے تحت کسی بھی سول عہدے پر فائز تھا، اسے اس وقت تک برخاست یا عہدے سے کم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اسے اس کے حوالے سے کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع نہ دیا جائے۔ عدالت عالیہ نے پائے گئے حقائق پر فیصلہ دیا کہ اس میں اپیل کنندہ کو مذکورہ دفعہ کے معنی کے اندر وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع پیش کیا گیا تھا، لیکن اس نے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعہ 205 (1) کے تحت ایک سند

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

ڈی۔اس کیس کے حالات میں سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے جواز سے نمٹنے کے لیے عدالت کی جانب سے بات کرتے ہوئے جج ظفراللہ خان نے صفحہ 2 پر مختصر اور واضح طور پر کہا:

ہمارے سامنے یہ زور دیا گیا تھا کہ اس معاملے میں ایکٹ کی دفعہ 240 کی ذیلی شق (3) کی تشریح سے متعلق سوال شامل ہے۔اس معاملے کے مقاصد کے لیے جس حد تک کسی رہنمائی کی ضرورت تھی،اس ذیلی شق کی تشریح کے بارے میں جہاں تک اس عدالت کا تعلق ہے، سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا بمقابلہ آئی ایم لال [(1945) ایف سی آر 103] میں اپنے فیصلے میں رہنمائی فراہم کی گئی تھی۔ باقی حقیقت کا ایک سادہ سا سوال تھا۔ہمارے فیصلے میں قانون کا کوئی ٹھوس سوال "اس معاملے میں آئینی ایکٹ کی تشریح کے طور پر شامل نہیں تھا، جو ایکٹ کی دفعہ 205(1) کے تحت سرٹیفکیٹ کی بنیاد بن سکتا تھا"۔

آئین کے آرٹیکل 14 کی تشریح کے سوال پر اس عدالت نے بدھان چودھری بنام ریاست بہار ([1]) میں اس آرٹیکل کے حقیقی معنی اور دائرہ کار کی وضاحت اس طرح کی:

"اب یہ اچھی طرح سے قائم ہے کہ اگرچہ آرٹیکل 14 طبقاتی قانون سازی سے منع کرتا ہے، لیکن یہ قانون سازی کے مقاصد کے لیے معقول درجہ بندی سے منع نہیں کرتا ہے۔تاہم، جائز درجہ بندی کے معیار کو پاس کرنے کے لیے دو شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے، یعنی، (i) درجہ بندی کو ایک قابل فہم تفریق پر مبنی ہونا چاہیے جو ان دیگر ان یا چیزوں کو درجے سے الگ کرتا ہے جو درجہ سے باہر رہ گئے ہیں اور (ii) اس تفریق کا اس مقصد سے عقلی تعلق ہونا چاہیے جو زیر بحث قانون کے ذریعے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔درجہ بندی کی بنیاد مختلف بنیادوں پر رکھی جا سکتی ہے یعنی جغرافیائی، یا اشیاء یا پیشیوں یا اس طرح کے مطابق۔جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ درجہ بندی کی بنیاد اور زیر غور ایکٹ کے مقصد کے درمیان گٹھ جوڑ ہونا چاہیے۔

یہ صرف اس قانون کے دوبارہ بیان میں ہے جو اس عدالت نے چرنجیت لال چودھری بنام بھارتی یونین ([1]) اور اس کے بعد کے دیگر فیصلوں میں بیان کیا ہے۔رام کرشن دالمیا بنام جسٹس ٹنڈولکر ([2]) اور محمد حنیف قریشی بنام ریاست بہار ([3]) میں اس عدالت کے حالیہ فیصلوں میں مذکورہ اصولوں کی تصدیق کی گئی۔مذکورہ فیصلے کے پیش نظر آئین کے آرٹیکل 14 کی دفعات کے حوالے سے درجہ بندی کے اصول پر کوئی نیا مفہوم متعین کرنے کی مزید گنجائش نہیں ہے۔درجہ بندی کے تناظر میں آرٹیکل 14 کی تشریح کو بالآخر اس ملک کی اعلیٰ ترین عدالت نے اور آئین کے آرٹیکل 141 کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تحت طے کیا ہے کہ تشریح بھارت کے علاقے کے اندر تمام عدالتوں پر پابند ہے۔عدالت عالیہ کی طرف سے جو کچھ کرنا باقی رہا وہ صرف اس تشریح کو اس کے سامنے موجود حقائق پر لاگو کرنا تھا۔اس لیے قانون کا کوئی ٹھوس سوال وہاں پیدا نہیں ہو سکتا جہاں اس قانون کا حتمی اور مستند فیصلہ اس عدالت نے کیا ہو۔

نتیجے میں ہم ابتدائی اعتراض کو قبول کرتے ہیں اور اخراجات کے ساتھ اپیل کو خارج کرتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document